۱۷۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ ولادت: ۵۳۷ھ　　　مولد: سیستان، قصبہ سجز، ایران

تاریخ وفات: اس میں اختلاف ہے۔ ۶، رجب ۶۳۲ھ یا ۶۳۳ھ یا ۶۳۶ھ یا ۶۳۷ھ

مدفن: اجمیر شریف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آج تذکرہ ہے حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کا۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحۃً حکم فرمایا کہ انہیں خلافت دی جائے، تب جا کر حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو خلافت عطا فرمائی تھی۔ تو یہ سارا روحانی سلسلہ ہے، جب یہ روحانی سلسلہ بھی دنیا داری بن جائے، تو پھر اس چیز کی قیامت آجاتی ہے اور وہاں روحانیت کا نام ونشان نہیں رہتا۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق عام طور پر غلط فہمی کی وجہ سے یہ کہا جاتا ہے کہ ہندوستان میں حضرت کی وجہ سے، حضرت کے ذریعہ سے اسلام پھیلا۔ حضرت کی ولادت تو پانچ سو سینتیس ہجری میں ہے اور اس سے پانچ سو تیس، بتیس برس پہلے ہندوستان میں اسلام آچکا تھا۔ اس سے کتنا پہلے؟ پانچ سو تیس، بتیس برس پہلے۔

ہندوستان میں اسلام

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ابھی اس دنیا سے پردہ فرما گئے اور ابھی پانچ سال نہیں گزرے کہ سن پندرہ ہجری میں دو بھائی ہیں، عثمان ابن ابی العاص، حکم ابن ابی العاص، ایک بھائی کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بحرین کا گورنر بنایا، تو انہوں نے اپنے دوسرے بھائی کو اس مہم پر

بھیج دیا اور یہ مہم، بحرین چونکہ ہندوستان کے بمبئی کے علاقہ سے قریب ہے، تو جس طرح بحری بیڑا سائپرس پہنچا تھا، جس طرح بحری بیڑا اسپین میں پہنچا تھا، وہ تو بہت بعد میں، لیکن یہ تو صرف پانچ برس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کو ہوئے، ہر جگہ، جہاں کہیں، اس طرح کی فوجیں پہنچتی تھیں، داعی پہنچتے تھے، تو اکثریت صحابۂ کرام کی ہوتی تھی۔

اسی لئے حضرت مولانا ابوالحسن علی میاں صاحب ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے والدِ محترم لکھتے ہیں کہ چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصال کو صرف پانچ برس ہوئے ہیں، اور اس میں اکثریت صحابۂ کرام کی تھی، اس لئے اس ساحل کی پٹی پر اس مہم میں شامل صحابۂ کرام محوِخواب ہیں۔

اور یہ مہم بمبئی کے قریب پیش آئی۔ آپ ٹرین میں سفر کرتے ہیں، تو ایک اسٹیشن آتا ہے تھانے۔ تو تھانے جو اسٹیشن آتا ہے، تو وہاں پر یہ بحری بیڑا پہنچا تھا اور باقاعدہ اس علاقہ میں اس وقت سے مسلمانوں کی بستیاں تھیں۔ اور وہاں سے لے کر سورت، راندیر تک کا علاقہ، یہ دو دفعہ، سن پندرہ ہجری اور اس کے سال دو سال کے بعد، دوسرا بیڑا آیا، اس نے پھر اور یہ ساحلی علاقہ میں اس علاقہ کو فتح کر کے وہاں اقامت اختیار کی۔ تو وہاں اس علاقہ میں مسلمان ڈیڑھ ہزار برس سے آباد ہیں۔ اس علاقہ کے مسلمان، ڈیڑھ ہزار برس سے، جہاں سب سے پہلے اسلام پہنچا، ان میں سے یہ علاقہ ہے۔

اس کے بعد جب تابعین کا دور آیا، تو تابعین کے آخری دور میں ۱۶۰ھ میں، بھروچ کے پاس بھاڑبوت، بارہا وہاں حضرت ربیع ابن صبیح رضی اللہ عنہ کے مزار پر ہم حاضر ہوئے، تو وہ فوج ایک مقامی طاعون اور وباء کا شکار ہوگئی، اسی میں سب اکثریت شہید ہوگئی تھی۔ تو یہ وہاں پہنچے اسی لئے تھے کہ اس علاقہ میں پٹی پر جو مسلمان آباد تھے، ان کے ساتھ جو کچھ زیادتیاں کی جاتی تھیں، تو اس کی سرکوبی کے لئے، اور ان مسلمانوں کی مدد کے لئے، یہ ایک سو ساٹھ ہجری میں پہنچے تھے۔ اور اس سے ایک سو پچپن برس پہلے گویا آبادی اس پوری پٹی پر شروع ہوگئی تھی۔

دور فاروقی

یہ تو حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے دیکھا کہ ابھی پورے دو بڑے امپائر موجود ہیں، رومن امپائر اور پرشین امپائر، ان کے خاتمہ سے پہلے، ادھر ادھر دور تک جانا دانشمندی نہیں ہے، تو حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے پھر اس طرح کے مہم کو روک دیا اور بالخصوص اس لئے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ بحری سفر کے حق میں نہیں تھے۔

موسیٰ بن نُصَیر اور طارق بن زیاد

اسی لئے حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے دور کے بعد، جن حضرات کے ذہنوں میں اس کی تڑپ تھی، تمنا تھی کہ اس بحری سفر کے ذریعہ، دور دور اسلام کو پہنچایا جائے، تو اسی میں یہ پہلی صدی ختم ہونے سے پہلے مسلمان اسپین میں داخل ہوئے، اور وہ بھی بڑے عجیب طریقہ سے۔

مراکش، مغرب میں تو اسلام مستحکم ہو چکا تھا۔ وہاں کے گورنر تھے موسی ابن نُصَیر، فوجی کمانڈر، ان کی ماتحتی میں حضرت طارق بن زیاد تھے۔ تو حضرت طارق بن زیاد نے ایک دفعہ غنیمت سمجھا کہ ان کے کمانڈر اپنی گھریلو مصروفیت کی وجہ سے، والدین میں سے کسی کے فوت ہونے پر دور سفر پر گئے ہوئے ہیں، تو اچانک انہوں نے فوج ساتھ لے کر یہ جو خلیج ہے، کروس کر لی۔ وہاں سے، مغرب سے لے کر، جو جبرالٹر، وہاں کروس کر کے، یہ سمندر کروس کر کے، وہاں کنارے پر اتر گئے۔ اور اترنے کے بعد انہوں نے یہ کیا کہ جن جہازوں میں، کشتیوں میں وہ آئے تھے، حکم دیا کہ ان سب کو جلا دیا جائے۔ اگر چہ احراق سفن کے واقعہ میں نقل کرنے والوں میں اختلاف ہے۔ ایک رائے یہ بھی ہے کہ یہ صحیح نہیں۔

فوج حیران کہ ہم اس کی بدولت تو یہاں پہنچے ہیں، ابھی ان کی ضرورت ہے، اور فوج کو آگے پیچھے ہونے کے لئے بھی کبھی ضرورت پڑتی ہے، تو ان کی سمجھ میں نہیں آیا۔ انہوں نے کہا کہ نہیں! اس کو جلا دو تا کہ آپ کے ذہنوں سے واپسی کی سوچ ختم ہو جائے۔ اس تصور کو ختم کرنے کے لئے

فرمایا کہ کشتیاں جلا دو۔

جلا ڈالی تھیں تم نے کشتیاں اندلس کے ساحل پر

یہ جو اندلس اور اندلس سے آگے، بڑھتے بڑھتے آدھا فرانس، یہ جو ساؤتھ فرانس کا علاقہ ہے، آدھے فرانس تک، صرف دس سال میں پہنچ گئے۔ پورا یہ اسلامی ملک تھا، اور مدت تک رہا۔ اور وہاں جو روکا گیا، تو پورا یورپ اکٹھا ہو کر ان کے خلاف جب لڑ رہا تھا، تو کسی کے قابو میں نہیں آتے تھے وہ۔ صرف انگلینڈ کی فوج نے کنٹرول کیا اور ان کی پیش قدمی روک سکی تھی۔ اور ان کو وہاں روکا، آدھے فرانس پر۔ تو وہاں صدیوں اسلامی حکومت رہی۔

خواجہ اجمیری کی ہند میں آمد

ہندوستان کے حالات کا ذکر تھا، جو کہا جاتا ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ سے اسلام پھیلا۔ تو میں نے عرض کیا کہ وہ تو ان کی ولادت ہے پانچ سو سینتیس میں اور اس سے پانچ سو بتیس برس پہلے تھانے، سورت، راندیر کے علاقہ میں اسلام پہنچ چکا تھا۔ اگرچہ حضرت کا یہ جو سفر ہوا تھا، وہ بھی اسی سلسلہ کا کہ اتنی صدیوں میں جو مسلمان آباد ہو گئے تھے وہاں ہندوستان میں، تو ان کے ساتھ زیادتی، زیادتیاں ہوتی تھیں، یا ان میں جو دینی طور پر بے دینی پھیل رہی تھی، تو ان کی اصلاح کے لئے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اجمیری کو حکم فرمایا، ورنہ حضرت کی ولادت تو سیستان، سجستان کی ہے، سجستان ہی کی طرف نسبت کر کے سَجَزِّی کہا جاتا ہے۔

حضرت معین الدین چشتی اجمیری سجزی۔ مگر ہمارے جو قوّال ہیں، انہوں نے قوالیاں، اشعار بنائے ہیں سَنْجری، سنجر۔ سنجر تو کوئی چیز نہیں ہے، کوئی جگہ نہیں ہے۔ سجزی، یہ نون کا نقطہ آگے پیچھے ہو گیا، سجزی کو انہوں نے پڑھ لیا سنجری۔ تو یہ سیستان، جو حضرت امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کا علاقہ، تو وہاں آپ کی ولادت حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی۔ اور آپ کی

تعلیم ہے سمر قند بخارا کی۔

وہاں سے فارغ ہو کر کے روحانی علوم کی تکمیل کے لئے آپ نے سفر فرمایا، عراق پہنچے، تو عراق میں ایک جگہ ہے قصبہ ہارون۔ تو وہاں حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ سے آپ بیعت ہوئے۔ تو روحانی طور پر، طبعی طور پر اللہ تعالی نے ان کو مجتبیٰ اور مصطفیٰ بنایا تھا، منتخب فرمایا تھا۔ اس اجتبائیت اور اصطفائیت کی وجہ سے جیسے ہی پہنچے ہیں، تو حضرت نے فرمایا کہ آپ کو کیا ضرورت کسی مصلح کی؟ اللہ تعالی نے تو آپ کو نواز رکھا ہے۔

پہلے ہی دن حضرت کی طرف سے خلافت تو مل گئی تھی، مگر پھر بھی اپنی اصلاح کے خاطر حضرت اپنے پیر و مرشد کے پاس رہے۔ کتنا رہے؟ بیس برس۔ تو جس کو یہ پہلے دن سند مل چکی ہو، تو ان کا بیس برس تک رہنا کس قدر کسرِ نفسی اور تواضع کی علامت۔ اس کے بعد پھر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حکم ہوا اور ہندوستان کا سفر فرمایا اور اجمیر کے علاقہ میں آپ کے دستِ حق پرست پر (۳۵) پینتیس لاکھ انسانوں نے اسلام قبول کیا۔

خواجہ اجمیری اور پرتھوی راج

ایک جگہ میں نے یہ پورا سفر نامہ، جہاں جہاں سے حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کا گزر ہوا ہے، پڑھا ہے۔ صاحبِ کشف المحجوب شیخ ہجویری رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اس سفر میں ملاقات ہوئی اور پھر وہاں پرتھوی راج، ایک بڑا زبردست ہندوؤں میں بادشاہ گزرا ہے، راجہ گزرا ہے، اس کی حکومت تھی اور وہاں اجمیر میں جا کر آپ نے قیام فرمایا تھا۔ اس لئے کہ اس وقت دلّی کو لوگ نہیں جانتے تھے۔

ہندوستان کا بڑا شہر، بڑی جگہ، دار الخلافہ اجمیر ہوا کرتا تھا، تو حضرت وہاں تشریف لے گئے۔ چونکہ مسلمان پہلے سے آباد تھے، خود پرتھوی راج کے وزراء میں اور حکام میں بھی تھے، تو ان میں سے کسی کے ساتھ زیادتی ہوئی، اور وہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے

متوسلین میں سے تھے، حضرت سے خاص تعلق تھا، تو حضرت نے پرتھوی راج سے جا کر بات کی، تو جو بات کا انداز تھا، اسے ذرا کڑوا معلوم ہوا اور اس نے حضرت سے بدتمیزی سے باتیں شروع کی۔ تو حضرت نے فرمایا کہ جانتے ہو، آپ کو میں اس وقت پکڑ کر کے سلطان غوری کے حوالہ کر رہا ہوں۔ لیکن وہ کیا اس کا مطلب سمجھتا؟

اور واقعۃً ایسا ہوا، ابھی چند مہینے نہیں گزرے کہ سلطان غوری کا زبردست ایک حملہ ہوتا ہے، جس کو، ان کا ایک بڑے پروفیسر ہیں، پروفیسر پرَشاد، انہوں نے تاریخ لکھی ہے پرتھوی راج کی۔

اس نے لکھا ہے کہ ہندوستان کی سب سے بڑی جنگ جو لڑی گئی، وہ تھانیسر کی جنگ۔ اور اس میں جتنے اس وقت کے چھوٹے بڑے راجہ تھے، جتنی حکومتیں تھیں، سب نے حصہ لیا۔ اور لکھا کہ تین ہزار یا تیس ہزار صرف ہاتھی تھے اس میں۔ اور جو گھوڑ سوار فوج تھی اس کی تعداد اس نے لکھی ہے تین لاکھ۔ تو جب گھوڑے سوار اتنے ہوں، تو وہاں اس سے کئی گنا زیادہ ہوتی ہے پیادہ فوج۔ تو بے شمار، انہوں نے کہا کہ ملینوں کی تعداد میں پیادہ فوج تھی پرتھوی راج کی۔ اور جو دوسری دفعہ جنگ لڑی گئی، ایک دفعہ میں فیصلہ نہیں ہوسکا، دوسری دفعہ میں پھر واقعی پرتھوی راج کو جو حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا، اس کے دربار میں بالمشافہہ، کہ ہم نے تجھے پکڑ کر کے سلطان غوری کے حوالہ کر دیا، تو سلطان غوری کے ساتھ جنگ میں پرتھوی راج پکڑا گیا اور حضرت کی پیشن گوئی پوری ہوئی۔

مجھے اپنی طرح زندہ سمجھو

حضرت کی روحانیت آج تک بھی اسی طرح ہے۔ افسوس یہ ہے کہ وہاں ابھی بدعت کا شور ہے، ورنہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت کے خلیفہ کو حضرت معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ ہی نے، اس زمانہ میں دلّی کی شہرت نہیں تھی، تو اس علاقہ میں حضرت نے

بھیج دیا تھا کہ آپ وہاں قیام کرو، تو وہاں سے اجمیر حاضری دیا کرتے تھے۔

ایک دفعہ حاضر ہوتے ہوئے سفر میں سوچ رہے ہیں کہ میں ہر دفعہ آتا ہوں، پتہ نہیں حضرت کو میرے آنے کی اطلاع بھی ہوتی ہے، پتہ بھی چلتا ہے یا نہیں۔ چنانچہ یہ سوچتے ہوئے جب پہنچے قبر پر، تو دیکھا کہ حضرت سامنے ہیں اس طرح زندہ، بالمشافہہ، اور حضرت فرما رہے ہیں

مرا زندہ پندار چوں خویشتن

کہ جس طرح تم زندہ ہو، چل پھر سکتے ہو، آتے ہو دلّی سے ہمیں ملنے کے لئے

مرا زندہ پندار چوں خویشتن
من آیم بجاں گر تو آئی بہ تن

فرمایا کہ مجھے اپنی طرح زندہ سمجھو، فرق اتنا ہے کہ تم اپنے اس خاکی جسم سمیت میرے پاس آتے ہو، اور میں اپنی جان، روحانی طور پر تمہارے یہاں آیا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کی روحانیت سے استفادہ ہمیں بھی عطا فرمائے۔